رشوت میں دی ہوئی رقم کی زکوٰۃ کس پر ہوگی؟

ریفرنس نمبر: Nor.11552 تاریخ: 08-05-2021

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے بکر کو نوکری کے حصول کے لیے رشوت دی اور اس رشوت دینے پر کوئی گواہ نہیں اور عام طور پر بھی رشوت دینے پر گواہ نہیں بنایا جاتا اور یہ رقم واپس بھی نہیں ملنی، اب یہ تو معلوم ہے کہ بکر رشوت کا مالک نہیں، اس رقم کا اصل مالک زید ہی ہے۔ پوچھنا یہ ہے کہ سال پورا ہونے پر کیا زید پر اس رشوت کی زکوۃ نکالنا واجب ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

پوچھی گئی صورت میں فقہی طور پر اگرچہ رشوت میں دینے کے باوجود وہ رقم زید کی ملکیت میں ہے، لیکن اس رقم کی زکوۃ نکالنا زید پر لازم نہیں۔

مسئلے کی تفصیل یہ ہے کہ رشوت مالِ غصب کے حکم میں ہے، تو جس طرح غصب میں مال اصل مالک کی ملکیت پر رہتا ہے اور غاصب اس مال پر غیر شرعی طریقہ پر قابض ہوتا ہے، یونہی رشوت کا پیسہ بھی دینے والے کی ملکیت پر ہوتا ہے اور لینے والا اس پر غیر شرعی طریقہ پر قابض ہوتا ہے اور غصب شدہ مال کے متعلق جب گواہ نہ ہوں، تو اس کی زکوۃ نہ غاصب پر لازم ہوتی ہے کہ یہ اس کا مال ہے ہی نہیں، اور نہ ہی اصل مالک پر، کہ وہ پورے طور پر اس کا مالک نہیں، جبکہ زکوۃ لازم ہونے کے لیے شرط ہے کہ آدمی مال کا پورے طور پر مالک ہو۔ یہی حکم رشوت کی زکوۃ کا بھی ہے یعنی پوچھی گئی صورت میں رشوت کی زکوۃ نہ رشوت لینے والے پر لازم ہے اور نہ ہی اصل مالک پر۔ واضح رہے کہ یہ حکم صرف زکوۃ لازم ہونے، نہ ہونے سے متعلق تھا، ورنہ رشوت لینے والے پر لازم ہے کہ جس کا مال ہے، اسے واپس کر دے اور رشوت لینے اور دینے والا دونوں سچی توبہ بھی کریں۔

رشوت مالِ غصب کے حکم میں ہے اور جو مال غصب ہو گیا، آدمی پر اس کی زکوۃ لازم نہیں ۔ جیسا کہ درِّ مختار میں ہے: "ولا فی مال مفقود وجدہ بعد سنین وساقط فی بحر استخرجہ بعدھا **ومغصوب لا بینۃ علیہ**" یعنی: گمشدہ مال جو کئی سال بعد ملا، اس میں زکوۃ نہیں، یونہی جو مال دریا میں گر گیا اور بعد میں نکالا تو اس میں بھی زکوۃ نہیں یونہی مالِ غصب کی بھی زکوۃ نہیں جبکہ غصب پر گواہ نہ ہوں۔ **(الدر المختار مع رد المحتار، ج3، ص218، مطبوعہ کوئٹہ)**

زکوۃ لازم ہونے کی ایک شرط پوری ملکیت ہے اور گواہ نہ ہونے پر غصب شدہ مال میں ملکیت پوری نہیں ہوتی، لہذا اس کی زکوۃ بھی لازم نہیں۔ جیسا کہ فتاوی شامی میں ہے: "وخرج ایضاً نحو المال المفقود والساقط فی بحر ومغصوب لا بینة علیه ومدفون فی بریة فلا زکاة علیه اذا عاد الیه کما سیاتی لانه وان کان مملوکاً له رقبةً لکن لا یدل علیه "یعنی: گمشدہ مال، دریابُرد مال، غصب شدہ مال جس پر گواہ نہ ہوں یونہی جنگل میں دفن شدہ مال، یہ سب مال تمامِ ملک کی قید سے نکل گئے، لہذا ان اموال کے واپس ملنے کی صورت میں ان سب مالوں میں زکوۃ نہیں، جیسا کہ آگے بھی آئے گا، کیونکہ اگرچہ یہ چیزیں اپنی ذات میں آدمی کی ملکیت ہیں، مگر ان پر کوئی دلیل (قبضہ) نہیں۔

(ردالمحتار مع الدرالمختار، ج3، ص209، مطبوعہ کوئٹہ)

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: "زکوۃ واجب ہونے کے لیے چند شرطیں ہیں:۔۔۔ پورے طور پر اس کا مالک ہو یعنی اس پر قابض بھی ہو۔ جو مال گم گیا یا دریا میں گر گیا یا کسی نے غصب کر لیا اور اس کے پاس غصب کے گواہ نہ ہوں، یا جنگل میں دفن کر دیا تھا اور یہ یاد نہ رہا کہ کہاں دفن کیا تھا، انجان کے پاس امانت رکھوائی تھی اور یہ یاد نہ رہا کہ وہ کون ہے یا مدیون نے دَین سے انکار کر دیا اور اس کے پاس گواہ نہیں، پھر یہ اموال مل گئے، تو جب تک نہ ملے تھے، اس زمانے کی زکوۃ واجب نہیں۔"

(بہارشریعت، ج1، حصہ5، ص875، 876، 877، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

غصب والی رقم کی زکوۃ غاصب پر بھی لازم نہیں جیسا کہ آپ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: "غصب کیے ہوئے کی زکوۃ غاصب پر واجب نہیں کہ یہ اس کا مال ہی نہیں، بلکہ غاصب پر یہ واجب ہے کہ جس کا مال ہے، اسے واپس دے۔"

(بہارشریعت، ج1، حصہ5، ص877، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــــہ

مفتی ابو محمد علی اصغر عطاری

25 رمضان المبارک 1442ھ/08 مئی 2021ء

نوٹ: دار الافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دار الافتاء اہلسنت کے آفیشل پیج /daruliftaahlesunnat اور ویب سائٹ www.daruliftaahlesunnat.net کے ذریعے کی جاسکتی ہے